از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:9مارچ،1960

یلاپپا گوڈا شنکر گوڈا پاٹل

بنام

بسنگوڈا شڈنگوڈا پاٹل

(پی۔بی۔ گجیندر گڈکر اور کے۔این۔ وانچو، جسٹس صاحبان)

موروثی دفتر-اپیل میں تقسیم ڈگری بابت وطنِ اراضی جو کہ پریوی کونسل کے ذریعے برقرار رکھی گئی-پریوی کونسل کے دائرہ اختیار کا خاتمہ کلکٹر کی طرف سے سرٹیفکیٹ جاری کرنا-ڈگری کی منسوخی کی درخواست، اگر عدالت عظمیٰ کے ذریعے اس پر غور کیا جا سکتا ہے-بمبئی موروثی دفاتر ایکٹ، 1874(بمبئیIII، سال1874)، دفعہ10-پریوی کونسل کے دائرہ اختیار کا خاتمہ ایکٹ، 1949(V، سال1949)، دفعات5، 8-آئین ہند، آرٹیکل374(2)، 135۔

مدعا علیہ نے کچھ وطنِ اراضیوں کے سلسلے میں درخواست گزار کے خلاف تقسیم کا مقدمہ دائر کیا۔ٹرائل کورٹ نے مقدمے کا فیصلہ سنایا لیکن بمبئی کی عدالت عالیہ نے اپیل میں اس ڈگری کو الٹ دیا۔پریوی کونسل نے ٹرائل کورٹ کی ڈگری کو بحال کیا اور اس کے مطابق کونسل کا حکم تیار کیا گیا۔مذکورہ ڈگری پر عمل درآمد کی درخواست گزار نے اس بنیاد پر مخالفت کی کہ مقدمہ میں شامل اراضی جو پاٹل کے دفتر سے منسلک ہے اور اس طرح بمبئی موروثی دفاتر ایکٹ، 1874 (بمبئی III، سال1874)کے تحت چلتی ہے، تقسیم کے ذمہ دار نہیں ہیں۔درخواست گزار کے کہنے پر کلکٹر کی طرف سے ایکٹ کی دفعہ 10 کے تحت ایک سرٹیفکیٹ جاری کیا گیا اور عدالتِ عمل درآمد نے عمل درآمد کا مقدمہ منسوخ کر دیا۔مدعا علیہ نے عدالت عالیہ میں اپیل کی اور اس عدالت نے راچپا بنام امنگوڈا،(1881)V بمبئی283 میں اپنے ہی فل بینچ کے فیصلے کے بعد اس سرٹیفکیٹ کو کالعدم قرار دیا کیونکہ یہ پریوی کونسل کو مخاطب نہیں کیا گیا تھا جس نے ڈگری منظور کیا تھا اور عدالتِ عمل درآمد

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

کے ڈگری کو کالعدم قرار دیا تھا۔اس کے بعد ایکٹ کے دفعہ 10 کے تحت کلکٹر کی طرف سے ایک نیا سرٹیفکیٹ جاری کیا گیا اور اس عدالت کو مخاطب کیا گیا اور درخواست گزار نے اس دفعہ کے تحت حکمِ کونسل کی طرف سے دیے گئے مذکورہ ڈگری کو منسوخ کرنے کے لیے اس عدالت میں درخواست دی، اس دوران پریوی کونسل کا کوئی دائرہ اختیار ختم ہو گیا۔ فیصلے کا سوال یہ تھا کہ کیا آئینی تبدیلیوں کے نتیجے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس عدالت نے ڈگری منظور کی ہے اور درخواست پر غور کیا جا سکتا ہے۔

قرار پایا گیا کہ درخواست کی منظوری دی جانی چاہیے۔

پریوی کونسل کے دائرہ اختیار کے خاتمے کے قانون 1949 دفعات 5 اور 8 اور آئین کے آرٹیکل 374(2) اور 135 کا مشترکہ اثر یہ تھا کہ یہ عرضی جو پریوی کونسل کے پاس اپنے دائرہ اختیار کا استعمال بند کرنے سے پہلے تھی، آئین کے آغاز سے پہلے وفاقی عدالت میں اور اس کے بعد اس عدالت میں پیش کی جا سکتی تھی۔

اس لیے کلکٹر کی طرف سے جاری کیا گیا اور اس عدالت کو مخاطب کیا گیا سرٹیفکیٹ درست تھا اور اسے نافذ کیا جانا چاہیے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی متفرقہ پٹیشن نمبر 530، سال 1959۔

25 نومبر 1949 کے ڈگری کی منسوخی کے لیے درخواست، جو پریوی کونسل اپیل نمبر XI، سال 1948 میں حکمِ کونسل کے ذریعے مدعاعلیہ کو دی گئی تھی۔

درخواست گزار کی طرف سے بھارت کے سالیسیٹر جنرل سی کے دپھتری اور بی آر ایل آئینگر۔

کے آر بینگیری اور اے جی رتنا پارکھی، مدعاعلیہ کے لیے۔

9.1960 مارچ۔

عدالت کا فیصلہ گجیندر گڈکر جسٹس نے سنایا۔

گجیندر گڈکر، جسٹس۔ یہ درخواست بمبئی موروثی دفاتر ایکٹ، 1874 (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے) کی دفعہ 10 کے تحت مدعاعلیہ کو 25 نومبر 1949 کے حکمِ کونسل کے ذریعے دیے گئے ڈگری کو منسوخ کرنے کے لیے کی گئی ہے، جہاں تک کہ مذکورہ ڈگری میں پاٹلکی اور اس سے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

منسلک 11 وطن اراضی کے دفتر پر کام کرنے یا اس کا کوئی حق شامل کرنے کا ارادہ ہے۔ یہ اراضی گڈگ کے تعلقہ میں کرتگیری میں واقع ہیں۔ وہ وطن کا حصہ ہیں اور محصولات کے ریکارڈ کے مطابق انہیں فی الحال ایکٹ کی دفعہ 23 کے تحت افسر کو محنتانہ کے طور پر تفویض کیا گیا ہے۔ درخواست گزار نے دفعہ 10 کے تحت مقرر کردہ سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا ہے، اور وہ دعوی کرتا ہے کہ مذکورہ سرٹیفکیٹ کے نتیجے میں اس عدالت کو ڈگری کو منسوخ کر دینا چاہیے جیسا کہ اس نے عرضی میں دعوی کیا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدعاعلیہ نے درخواست گزار کے خلاف دھارواڑ کے فرسٹ کلاس سب جج (دیوانی مقدمہ نمبر 18، سال 1934) کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا تھا اور مذکورہ مقدمے میں اس نے شدنگوڈا کے گود لیے ہوئے بیٹے کی حیثیت سے جائیدادوں کی تقسیم اور قبضے کا دعوی کیا تھا۔ یہ جائیدادیں درخواست گزار کے قبضے میں تھیں اور ہیں۔ ٹرائل کورٹ نے مدعاعلیہ کے حق میں ڈگری نامہ جاری کیا۔ اس کے بعد درخواست گزار نے بمبئی عدالت عالیہ میں اپیل نمبر 182، سال 1935 کو ترجیح دی۔ اس کی اپیل منظور کر لی گئی اور ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کیے گئے ڈگری نامے کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ مدعاعلیہ نے پھر عدالت عالیہ کے ڈگری نامے کو چیلنج کیا اور اپیل نمبر 11، سال 1948 میں پریوی کونسل کے پاس گیا۔ اس کی اپیل کی اجازت دی گئی، اور پریوی کونسل نے فیصلہ دیا کہ ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کردہ ڈگری کو بحال کیا جانا چاہیے۔ اس کے مطابق 25 نومبر 1949 کو ایک حکم کونسل تیار کی گئی۔ اس حکم کے تحت مدعاعلیہ تقسیم کے ذریعے مقدمے میں موجود جائیدادوں کا آدھا حصہ وصول کرنے کا حقدار تھا۔ وہ قبضہ کی وصولی یا تین سال تک ماضی اور مستقبل کے بہترین منافع کا بھی حقدار تھا اور اس سلسلے میں تحقیقات کی ہدایت کی گئی تھی۔ اس طرح مدعاعلیہ جن جائیدادوں میں حصہ لینے کا حقدار بن گیا تھا ان میں سے 11 زمینیں زیر بحث ہیں۔

مقررہ وقت پر مدعاعلیہ نے دھارواڑ کے ماتحت جج کی عدالت میں ڈارک ہاسٹ نمبر 41، سال 1950 میں عمل درآمد کی درخواست دائر کی۔ اس کے بعد درخواست گزار نے دعوی کیا کہ زیر بحث 11 اراضی ایکٹ کی توضیعات کے تحت آتی ہیں، انہیں پاٹل کے دفتر کو محنتانہ کے طور پر تفویض کیا گیا تھا، اور اس طرح انہیں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی جانب سے یہ بھی زور دیا گیا کہ اصل مقدمے میں مدعاعلیہ نے کسی بھی اعلامیے کا دعوی نہیں کیا تھا کہ وہ پاٹل کے عہدے کا حقدار ہے اور اس طرح کے دعوے کے بغیر مدعاعلیہ زیر بحث 11 زمینوں کا دعوی نہیں کر سکتا۔ ان درخواستوں کی حمایت میں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

درخواست گزار نے دفعہ 7، 10، 11، 13، 24، 25 اور 36 میں موجود ایکٹ کی توضیعات پر انحصار کیا۔

عمل درآمد کی کارروائی کے التواء میں درخواست گزار نے ایکٹ کی دفعہ 10 کے تحت مقرر کردہ سرٹیفکیٹ کی منظوری کے لیے درخواست دی، اور اس کے مطابق کلکٹر کی طرف سے سول جج، سینئر ڈویژن، دھارواڑ کو خطاب کرتے ہوئے ایک سرٹیفکیٹ جاری کیا گیا۔ اس کے بعد مذکورہ عدالت نے سرٹیفکیٹ پر کارروائی کی اور عمل درآمد کو منسوخ کر دیا جو کرتگیری کی پاٹلکی کے ذریعے تفویض کردہ جائیداد کے خلاف جاری کیا گیا تھا۔ مدعاعلیہ نے مذکورہ حکم کو بمبئی عدالت عالیہ کے سامنے چیلنج کیا اور اس کے چیلنج کو مذکورہ عدالت عالیہ نے برقرار رکھا۔ عدالت عالیہ نے راچپا بنام امنگوڈا([1]) میں اپنے پہلے کے فل بینچ کے فیصلے کی پیروی کی اور کہا کہ دفعہ 10 کے تحت کلکٹر کی طرف سے جاری کردہ سرٹیفکیٹ اس لحاظ سے غلط ہے کہ اسے پریوی کونسل کو نہیں مخاطب کیا گیا تھا جو وہ عدالت تھی جس نے ڈگری منظور کی تھی بلکہ دھارواڑ کے سول جج کو۔ نتیجے میں عمل درآمد کے عمل کو منسوخ کرنے کا حکم جو عدالتِ عمل درآمد نے منظور کیا تھا اسے کالعدم قرار دے دیا گیا اور ایک ہدایت جاری کی گئی کہ عمل درآمد کی کارروائی قانون کے مطابق جاری رہے۔

اس کے بعد درخواست گزار نے دفعہ 10 کے تحت سرٹیفکیٹ کو دوبارہ جاری کرنے کے لیے درخواست دی اور استدعا کی کہ سرٹیفکیٹ کو اس عدالت سے خطاب کیا جائے کیونکہ اس دوران پریوی کونسل کا کوئی دائرہ اختیار ختم ہو گیا تھا اور یہ عدالت اس کی جانشین بن گئی تھی۔ اس کے مطابق 13 جنوری 1958 کو اس عدالت کو مخاطب کرتے ہوئے ایک سند جاری کی گئی ہے۔ سرٹیفکیٹ میں کہا گیا ہے کہ زیر بحث جائیداد کو پاٹل کے دفتر کو محنتانہ کے طور پر تفویض کیا گیا ہے اور اس طرح یہ ناقابل تنسیخ ہے اور سول کورٹ کے عمل کے لیے ذمہ دار نہیں ہے اور اس لیے مذکورہ جائیداد کے خلاف عائد کٹوتی کے عمل کو ہٹا دیا جانا چاہیے اور ڈگری جہاں تک مذکورہ جائیداد سے متعلق ہے اسے منسوخ کر دیا جانا چاہیے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر، گڈگ ڈویژن کی طرف سے یہ سرٹیفکیٹ جاری کیے جانے کے بعد مدعاعلیہ نے ڈپٹی کمشنر، دھارواڑ میں اپیل دائر کی۔ تاہم، اس کی اپیل ناکام ہو گئی اور اسسٹنٹ کمشنر کی طرف سے جاری کردہ سرٹیفکیٹ کی تصدیق ہو گئی ہے۔ اس سرٹیفکیٹ کے ساتھ ہی درخواست گزار نے کرتگیری میں 11 جائیدادوں کے حوالے سے زیر بحث ڈگری کو منسوخ کرنے کے لیے اس عدالت کا رخ کیا ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

مدعاعلیہ کی جانب سے ہمارے سامنے یہ استدعا کی گئی ہے کہ بمبئی عدالت عالیہ کا فیصلہ عدالتی کارروائی کے طور پر کام کرتا ہے اور اس لیے مذکورہ فیصلے کے پیش نظر موجودہ سرٹیفکیٹ کو بھی غلط قرار دیا جانا چاہیے۔ دلیل یہ ہے کہ بمبئی عدالت عالیہ کے فیصلے کا اثر یہ ہے کہ سرٹیفکیٹ کو پریوی کونسل کو مخاطب کیا جانا چاہیے تھا، اور چونکہ یہ اس عدالت کو مخاطب کیا گیا ہے اس لیے یہ غلط ہے۔ ہم اس دلیل سے متاثر نہیں ہیں۔ بمبئی عدالت عالیہ نے جو فیصلہ دیا ہے وہ یہ ہے کہ سرٹیفکیٹ اس عدالت کو جاری کیا جانا چاہیے جس نے ڈگری منظور کیا تھا، اور اگر قانون میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ عدالت مؤثر ہے اور اصل میں وہ عدالت جس نے ڈگری منظور کیا ہے، تو سرٹیفکیٹ کو مکمل طور پر درست ہونا چاہیے۔ لہذا، ریس جوڈیکاٹا کی دلیل میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔ جس اہم سوال پر غور کیا جانا چاہیے وہ یہ ہے کہ کیا اس عدالت کو، اس دوران ہونے والی آئینی تبدیلیوں کے پیش نظر، وہ عدالت کہا جا سکتا ہے جس نے موجودہ ڈگری منظور کیا ہے۔ ہماری رائے میں اس سوال کا جواب درخواست گزار کے حق میں ہونا چاہیے۔ اس لیے آیئے ہم متعلقہ قانونی توضیعات کو غور کرنے کے لیے آگے بڑھیں۔

پریوی کونسل کے دائرہ اختیار ایکٹ، 1949 کے خاتمے کے دفعہ 2 نے، دیگر باتوں کے ساتھ، یہ فراہم کیا ہے کہ متعین تاریخ سے جو 10 اکتوبر 1949 تھا، بھارت کے علاقے کے اندر کسی بھی عدالت یا ٹریبونل کے کسی بھی فیصلے، ڈگری یا حکم سے یا اس کے سلسلے میں اپیلوں اور درخواستوں پر غور کرنے کے لیے میں عزت ماب کا دائرہ اختیار ختم ہو جائے گا سوائے اس کے کہ اس کے بعد فراہم کردہ۔ دفعہ 4(b) میں کہا گیا ہے کہ دفعہ 2 میں شامل کوئی بھی چیز کسی بھی بھارتیہ اپیل یا عرضی کو نمٹانے کے لیے عظمت کے دائرہ اختیار کو متاثر نہیں کرے گی جس پر عدالتی کمیٹی نے فریقین کو سننے کے بعد فیصلہ یا حکم محفوظ کر رکھا ہے۔ یہ توضیع فریقین کے درمیان اپیل نمبر 11، سال 1948 پر لاگو ہوتی تھی جو اس وقت پریوی کونسل کے سامنے زیر التوا تھی۔ دفعہ 5 وفاقی عدالت کو بھارتی اپیلوں اور درخواستوں کی سماعت اور ان کو نمٹانے کا متعلقہ دائرہ اختیار فراہم کرتا ہے جو میں عزت ماب کے پاس ہے، چاہے وہ عزت ماب کے استحقاق کی بنا پر ہو یا دوسری صورت میں، متعین تاریخ سے فوراً پہلے۔ دوسرے لفظوں میں، متعین تاریخ کے بعد وفاقی عدالت کو نہ صرف بھارتیہ اپیلوں بلکہ درخواستوں کو بھی مدعو کرنے اور نمٹانے کا دائرہ اختیار دیا گیا تھا، اور اس میں فطری طور پر موجودہ جیسی درخواست شامل ہوگی جس سے ہم نمٹ رہے ہیں۔ دفعہ 8 پریوی کونسل میں عزت ماب کے احکامات کے اثر سے نمٹتا ہے۔ اس میں یہ شرط رکھی گئی ہے کہ پریوی کونسل میں عظمت کی طرف سے بھارتیہ اپیل یا درخواست پر دیا گیا کوئی بھی حکم، چاہے وہ متعین تاریخ سے پہلے ہو یا بعد میں، تمام مقاصد کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

لیے نہ صرف پریوی کونسل میں عظمت کے حکم کے طور پر اثر انداز ہوگا بلکہ اس طرح بھی ہوگا جیسے کہ یہ اس ایکٹ کے ذریعے تفویض کردہ دائرہ اختیار کو استعمال کرتے ہوئے وفاقی عدالت کا حکم یا ڈگری ہو۔اس کے بعد فیڈرل کورٹ ویزا کے دائرہ اختیار اور اختیارات کے حوالے سے یہ موقف تھا۔پریوی کے سامنے زیر التواء اپیلوں اور درخواستوں اور ان پر کیے گئے احکامات کے حوالے سے۔

اگلی متعلقہ توضیعات کے آرٹیکل 374 اور آرٹیکل 135 میں موجود ہیں۔آرٹیکل 374(2) میں کہا گیا ہے کہ آئین کے آغاز پر وفاقی عدالت میں زیر التواء تمام مقدمات،اپیلیں اور کارروائی،دیوانی یا فوجداری، عدالت عظمیٰ سے ہٹا دی جائیں گی،اور عدالت عظمیٰ کو اس کی سماعت اور تعین کرنے کا دائرہ اختیار ہوگا اور آئین کے آغاز سے قبل وفاقی عدالت کے دیے گئے یا دیے گئے فیصلوں اور احکامات کی طاقت اور اثر یکساں ہوگا جیسے کہ وہ عدالت عظمیٰ کے ذریعے پیش کیے گئے یا بنائے گئے تھے۔آرٹیکل 374(2) کے آخری حصے کے ساتھ ہی ہم موجودہ عرضی میں فکر مند ہیں۔ہم پہلے ہی یہ دیکھ چکے ہیں. اپیل نمبر 11، سال 1948 میں پریوی کونسل کے فیصلے کے مطابق جاری کردہ حکم کونسل کو اس طرح سمجھا جانا تھا جیسے یہ ایکٹ، سال 1949 کی متعلقہ دفعات کے تحت وفاقی عدالت کا حکم اور فیصلہ ہو۔اب آرٹیکل (2)374 کے ذریعے ایک نیا فرضی تصور متعارف کرایا گیا ہے اور مذکورہ حکم اور ڈگری کو اب ایسے سمجھا جائے گا جیسے کہ ڈگری سپریم کورٹ نے دی ہو ہو اور حکم سپریم کورٹ نے جاری کیا ہو۔یہ ہمیں آرٹیکل 135 پر لے جاتا ہے۔یہ آرٹیکل فراہم کرتا ہے کہ جب تک پارلیمنٹ قانون کے ذریعے دوسری صورت میں فراہم نہیں کرتی،عدالت عظمیٰ کو بھی کسی ایسے معاملے کے حوالے سے دائرہ اختیار اور اختیارات حاصل ہوں گے جس پر آرٹیکل 133 یا آرٹیکل 134 کی توضیعات لاگو نہیں ہوتیں،اگر اس معاملے کے سلسلے میں دائرہ اختیار اور اختیارات کسی موجودہ قانون کے تحت اس آئین کے آغاز سے فوراً پہلے وفاقی عدالت کے ذریعے قابل استعمال تھے۔ہم پہلے ہی محسوس کر چکے ہیں کہ وفاقی عدالت کے پاس آئین کے آغاز سے پہلے موجودہ جیسی درخواست سے نمٹنے کا دائرہ اختیار تھا؛اس دائرہ اختیار کو اب اس عدالت کے ذریعے آرٹیکل 135 کے نتیجے میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔اس لیے مؤقف یہ ہے کہ وہ عرضی جو پریوی کونسل کے سامنے پیش کی جا سکتی تھی اگر پریوی کونسل کے دائرہ اختیار کو ختم نہیں کیا جاتا تو اسے آئین کے آغاز سے پہلے وفاقی عدالت میں پیش کیا جا سکتا تھا اور آئین کے آغاز کے بعد اس عدالت میں پیش کیا جا سکتا تھا۔لہذا،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

ہمیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ متعلقہ قانونی توضیعات کے نتیجے میں جس کے لیے ہم نے موجودہ معاملے میں جاری کردہ سرٹیفکیٹ کو اس عدالت کو بھیجا ہے وہ درست ہے اور اسے نافذ کیا جانا چاہیے۔

یہ متنازعہ نہیں ہے کہ وہ جائیدادیں جن کے سلسلے میں سرٹیفکیٹ جاری کیا گیا ہے وہ پاٹلکی آفس کو محنتانہ کے طور پر تفویض کردہ جائیدادیں ہیں اور ایکٹ کی توضیعات کے تحت چلتی ہیں۔ یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ اگر سرٹیفکیٹ ایکٹ کی دفعہ 10 کے تحت باضابطہ طور پر جاری کیا جاتا ہے تو یہ عدالت پر یہ واجب بناتا ہے کہ وہ سرٹیفکیٹ کے تحت آنے والی جائیدادوں کے حوالے سے ڈگری کو منسوخ کرے۔ دفعہ 10 میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب کلکٹر کے سامنے یہ ظاہر ہو گا کہ کسی عدالت کے کسی ڈگری یا حکم کی بنا پر یا اس پر عمل درآمد کرتے ہوئے، کسی وطن یا اس کے کسی حصے، یا اس کے کسی منافع کی بنا پر، جو محصولات کے ریکارڈ میں درج ہے یا اس ایکٹ کے تحت اندراج شدہ ہے، اور جسے دفعہ 23 کے تحت کسی افسر کے محنتانہ کے طور پر تفویض کیا گیا ہے، اس ایکٹ کے نافذ ہونے کی تاریخ کے بعد، ریاستی حکومت کی منظوری کے بغیر، فی الحال افسر کے علاوہ کسی اور شخص کی ملکیت یا فائدہ مند قبضے میں منتقل ہو چکا ہے یا ہو چکا ہے، تو عدالت، اس کی وصولی پر، کلکٹر کے ہاتھ اور مہر کے نیچے ایک سرٹیفکیٹ، جس میں دفعہ میں مذکور تفصیلات بیان کی گئی ہوں، شکایت کردہ ڈگری یا حکم کو منسوخ کر دیتا ہے جہاں تک اس کا تعلق مذکورہ وطن یا اس کے کسی حصے سے ہے۔ سرٹیفکیٹ کی صداقت کے خلاف واحد اعتراض یہ ہے کہ اسے غلط عدالت میں بھیج دیا گیا ہے۔ چونکہ ہم نے اس اعتراض کو خارج کر دیا ہے اس لیے یہ ڈگری کے اس حصے کی پیروی کرتا ہے جس کا تعلق وطن کی جائیدادوں سے ہے اسے منسوخ کیا جانا چاہیے۔

نتیجے میں درخواست کی اجازت دی جاتی ہے اور جہاں تک اس میں پاٹلکی کے دفتر پر کام کرنے کا ارادہ ہے یا اس میں کرتگیری میں اس سے منسلک وطنِ اراضیوں کا کوئی حق شامل ہے جیسا کہ سرٹیفکیٹ میں درج ہے وہ ڈگری منسوخ کر دی جاتی ہے۔ اس معاملے کے حالات میں اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں ہو گا۔

عرضی کی منظوری دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document